(۲) لانے والے کے ساتھ نسبت کی ظنیت یا قطعیت۔
(۳) لانے والے کی شخصیت اور کردار کے مطالعہ کا مواد۔
(۴) آغازِ نزول سے آج تک پوری تاریخ کی حفاظت۔
(۵) متن کی حفاظت کے انتظامات اور اُس کے نتائج۔
(۶) تحریف واتلاف اور حک واضافہ سے حفاظت۔
(۷) زبانِ نزول کا زندہ وتابندہ رہنا۔
(۸) شستہ اور مہذب اسلوب (فحش اور حیا سوز عبارتوں سے پاک ہونا)۔
(۹) جامعیت اور عالمگیریت کا دعویٰ۔
(۱۰) دعویٰ تکمیلِ ہدایت (کسی آئندہ ہدایت کا محتاج نہ بنانا)۔
(۱۱) علمِ صحیح اور فطرتِ صحیحہ سے متصادم نہ ہونا (ناقابلِ عمل احکام سے پاک ہونا)۔
(۱۲) برپا کردہ انقلاب کی کیفیت۔
(۱۳) بنیادی انسانی اقدار کے فروغ میں انسانی تہذیب وتمدن پر اثرات۔

بقیہ: حرفِ اوّل

نشانی ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس لق ودق صحرا کی پہاڑیوں میں ان کو اور شیر خوار بچے کو چھوڑ کر جا رہے تھے تو حضرت ہاجرہ نے ان سے دریافت کیا تھا کہ آپ ہم کو کس کے حوالے کر کے جا رہے ہیں؟ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا تھا کہ اللہ کے حوالے۔ جس پر حضرت ہاجرہ نے کہا تھا: یہ صورت حال ہے تو میں راضی ہوں' آپ تشریف لے جائیے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بے چینی کے عالم میں ایڑیاں رگڑنے سے معجزانہ طور پر چاہِ زم زم کا ظہور ہوا جس سے چار ہزار سال گزرنے کے بعد آج بھی لاکھوں بندگانِ خدا سیراب ہوتے ہیں۔

❁ ❁ ❁

میثاق' حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن
تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجئے۔

نماز میں صف بندی
اہمیت اور طریقۂ کار

جواد حیدر ☆

دین اسلام میں اجتماعیت کا ایک خاص مقام ہے' یہاں تک کہ عبادات میں بھی اجتماعیت کے پہلو کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ آج کے دور میں جن عبادات کو پرائیویٹ مسئلہ کہہ کر تنقیص کی جاتی ہے وہ اجتماعیت کا بہترین مظہر ہیں' حج کی حیثیت ایک عالمگیر اجتماع کی ہے۔ زکوٰۃ میں یہی حکمت نظر آتی ہے کہ اجتماعیت کو استحکام حاصل ہو۔ روزہ اپنے حقیقی مقاصد کے ساتھ ساتھ ضبطِ نفس کی ایسی ٹریننگ ہے جو ایک نظام کے تحت' ایک قانون کے مطابق انسانوں کو چلنے کی تیاری کرواتا ہے اور مسلمان اپنے سارے بھائیوں کے ساتھ اکٹھے روزے کا آغاز اور اختتام کرتے ہیں اور پھر اکٹھے ہو کر عید کی خوشی مناتے ہیں جو اجتماعیت کا ایک خوبصورت مظہر ہے۔ نماز میں باجماعت ادائیگی کی سختی شاید اسی وجہ سے موجود ہے کہ لوگوں کو اجتماعیت کی ایک لڑی میں پرو دیا جائے۔ اسی باجماعت نماز میں مزید محبت و اخوت قائم کرنے والی چیز ''صف بندی'' ہے' جس کا نبی اکرم ﷺ خاص اہتمام فرماتے اور صف توڑنے اور برابری نہ کرنے والوں کو وعید سنایا کرتے تھے۔ احادیثِ مبارکہ میں صف بندی کی جو اہمیت بیان کی گئی ہے اس کے پیشِ نظر معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حیثیت اور مقام و مرتبہ غیر معمولی ہے اور اس کی خلاف ورزی موجب وعید ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّىْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّىْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ، ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ : ((عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْ

☆ ریسرچ ایسوسی ایٹ' قرآن اکیڈمی لاہور

لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ)) [۱]

''اللہ کے رسول ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح برابر کیا کرتے تھے گویا آپ تیر کو سیدھا کر رہے ہیں۔ (صفوں کی درستگی کے عمل سے تب رکتے) جب آپؐ خیال کرتے کہ ہم نے اس کو آپؐ سے سمجھ لیا ہے (اور صفوں کو درست کر لیا ہے)۔ پھر ایک دن آپ تشریف لائے' نماز کے لیے کھڑے ہوئے' اللہ اکبر کہنے ہی والے تھے کہ آپؐ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو لازماً سیدھا کیا کرو' ورنہ اللہ تمہارے درمیان مخالفت ڈال دے گا۔''

اس حدیث سے درج ذیل اُمور مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) صفوں کی درستگی کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔ صحابیؓ نے آپؐ کے اس فعل کو تیر کے سیدھا کرنے سے مشابہت دی ہے' گویا آپؐ اس کام کو تکلف سے کیا کرتے تھے۔

(۲) صفوں کو عین درست کر لینے کے بعد نماز شروع کرنی چاہیے۔

(۳) تشبیہ میں مبالغہ ہو سکتا ہے۔

(۴) لوگوں کی اصلاح کرتے رہنا چاہیے جب تک کہ وہ اپنی حالت درست نہ کر لیں۔ گویا دعوت و تبلیغ میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں ہونی چاہیے اور لوگوں کی تربیت و اصلاح کے لیے انسان کو ہر وقت حریص رہنا چاہیے۔ جس شخص کا سینہ باہر نکلا ہوا تھا اس کو آپؐ کا نماز شروع کرتے وقت دیکھنا اور نماز روک کر اس کو سمجھانا اس بات کا ثبوت ہے کہ لوگوں کی اصلاح کا کام کس قدر اہم ہے۔

(۵) منکرات کو دیکھ کر فوراً ان کا تدارک کرنا چاہیے۔

(۶) صفوں کی درستگی میں یہ چیز شامل ہے کہ صف بالکل برابر ہو۔ کوئی شخص آگے پیچھے نہ ہو۔

(۷) صف میں صرف پاؤں برابر کر لینا کافی نہیں' بلکہ پورا بدن برابر کرنا چاہیے۔

(۸) بھرے مجمع میں کسی ایک شخص کو غلطی کرتے دیکھ کر سبھی کو مخاطب کرتے ہوئے ایسا اصول بیان کر دیا جائے یا ایسی مثال دے دی جائے جس سے اس شخص کی توہین بھی نہ ہو اور وہ بات بھی سمجھ جائے' یہ بہترین انداز ہے۔

(۹) کسی کو غلطی کرتے دیکھ کر سخت رویہ اپنانے کی بجائے ایسے محبت بھرے الفاظ کہے جائیں کہ اس کی غلطی کی بھی اصلاح ہو جائے اور وہ برا بھی نہ مانے' اس سے مخاطب کی نیکی کی

طرف رغبت بڑھتی ہے۔ جیسے نبی اکرم ﷺ نے ''عباد اللہ'' کہہ کر مخاطب فرمایا۔

(۱۰) بسا اوقات چھوٹے چھوٹے گناہ بڑی قباحتوں کا سبب بن جاتے ہیں' اس لیے چھوٹے گناہوں سے بھی تکلف کے ساتھ بچا جائے۔

(۱۱) اُمت کی اجتماعیت سے نکلنا' چاہے ذرہ برابر ہی کیوں نہ ہو' لائق مذمت ہے۔ لہٰذا شاذ موقف اپنانے سے حتی الامکان گریز کرنا چاہیے۔

(۱۲) دین کے امور میں عقل کا کوئی تعلق نہیں۔ حکمت سمجھ آئے یا نہ آئے اس پر عمل کرنا لازم ہے۔

(۱۳) اختلافِ اُمت بہت بڑی قباحت ہے' جس سے خوف دلایا جا رہا ہے۔

(۱۴) اتحادِ اُمت کے لیے چھوٹے بڑے تمام امور پر عمل کرنا بے حد ضروری ہے۔

(۱۵) ایک امام کے تحت باقی تمام لوگ برابر ہیں۔ دنیا میں کسی کو کسی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں اِلّا یہ کہ جسے اللہ دے۔

(۱۶) اتحاد قائم کرنے کے لیے تفوق بھری خواہشات کی قربانی دینا ہو گی اور لوگوں کے برابر چلنا ہو گا۔

(۱۷) صف بندی نہ کرنا اختلافِ اُمت کا سبب ہے۔

(۱۸) یہ حدیث اسلام کے معاشرتی نظام کی بہترین عکاسی کر رہی ہے۔ اس کے تحت یہ درس دیا جا رہا ہے کہ لوگ مل کر رہیں اور اختلافات سے بچ کر محبت و آشتی کی راہوں پر چل کر امن و سکون قائم کریں۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے' جسے امام بخاریؒ نے **کتاب الاذان' باب تسویة الصفوف عند الاقامة وبعدھا** میں اور امام مسلمؒ نے **کتاب الصلاة' باب تسویة الصفوف واقامتھا وفضل الاول فالاول منھا** میں نقل کیا ہے۔

صف بندی کی اہمیت کے بارے میں بے شمار احادیث کتابوں میں موجود ہیں' لیکن اہل سنت کے سامنے ایک بھی دلیل آ جائے تو سرِ تسلیم خم کر لیتے ہیں۔ میرا مضمون اسی اہل سنت کے طائفہ کے لیے ہے جو آج کل اس کوتاہی کا شکار ہے' اور جو نہ ماننے پر مصر ہو تو اسے بے شمار دلائل پیش کرنے کے باوجود اس کی اصلاح ممکن نہیں۔

اس حدیث کی توضیح کے بعد ہم صف بندی کا طریقہ کار تحریر کرتے ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے ہمیں ملتا ہے۔ تفصیل سے پہلے ضروری ہے کہ ایک اصولی بات سمجھ لی جائے جو نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمائی۔ ارشادِ نبویؐ ہے: ((صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ))(۲) ''تم اس

طرح نماز پڑھا کرو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے''۔اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی نماز کو آپ ﷺ کی نماز جیسی بنالیں۔نماز میں صفوں کی درستگی کے بارے میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(ا) صفوں کا سیدھا ہونا

صف میں موجود تمام لوگوں کو اس انداز میں کھڑا ہونا چاہیے کہ سب برابر ہوں' کوئی آگے یا پیچھے نہ ہو۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلَاۃِ)) (۳)

''تم اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو' کیونکہ صفوں کو سیدھا رکھنا اقامت نماز میں سے ہے۔''

نیز حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلَاۃِ وَیَقُوْلُ : ((اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ)) (٤)

''اللہ کے رسول ﷺ نماز کے لیے ہمارے کندھوں کو پکڑ کر (برابر کرتے اور) فرماتے: ''برابر ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو' ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف در آئے گا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلَاۃِ اَخَذَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ : ((اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ)) ثُمَّ اَخَذَہٗ بِیَسَارِہٖ فَقَالَ : ((اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ))(٥)

''رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو عصا مبارک کو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر (نمازیوں کی طرف) متوجہ ہوتے اور فرماتے: ''سیدھے ہو جاؤ' اپنی صفیں برابر کرلو''۔ پھر عصا مبارک کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر فرماتے: ''سیدھے ہو جاؤ' اپنی صفیں برابر کرلو''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ (نماز شروع کرنے سے پہلے) تین دفعہ فرمایا کرتے تھے:

((اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا......)) (٦)

''برابر ہو جاؤ' برابر ہو جاؤ' برابر ہو جاؤ.....''

ان احادیث اور ان جیسی دیگر بے شمار روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صفوں کے برابر ہونے کے بارے میں خاص اہتمام ہونا چاہیے' کوئی بھی شخص صف سے آگے یا پیچھے نہ ہو' بلکہ سب برابر ہوں' کیونکہ صفوں کی درستگی نہ ہونے سے نماز ناقص رہ جاتی ہے۔ ابوداؤد کی روایت کے یہ الفاظ ((اِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ)) (٧) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ صفیں برابر نہ ہوں تو نماز نامکمل رہ جاتی ہے۔ اور ((مِنْ اِقَامَةِ الصَّلَاةِ))(٨) کے الفاظ سے بعض نے تو یہ استدلال کیا ہے کہ چونکہ اقامت صلوٰۃ واجب ہے اور اصول یہ ہے کہ ''کل شیء من الواجب واجب'' یعنی واجب سے متعلق ہر شے واجب ہوتی ہے' لٰہذا صفوں کو سیدھا رکھنا' جو اقامت صلوٰۃ میں سے ہی ہے' بھی واجب ٹھہرتا ہے۔

مزید یہ کہ اس بارے میں کسی بھی عالم' محدث یا فقیہہ کا اختلاف نہیں ہے اور اس پر اجماع ہے۔ نماز میں صفوں کی برابری کا بہترین انداز یہ ہے کہ اگر کسی صف وغیرہ پر نماز پڑھی جارہی ہے تو اس کے کنارے پر سب کے پاؤں کی ایڑی آئے اور اگر قالین وغیرہ پر نماز ادا کی جارہی ہے تو اس پر لائن لگا دی جائے اور تمام لوگ اس پر اپنی ایڑی رکھیں' یوں صف سیدھی ہو جائے گی۔

(۲) ایک دوسرے سے اس طرح مل کر کھڑے ہوں کہ درمیان میں خلا نہ رہے

اس بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نماز کی اقامت کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ ہماری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا:

((اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا)) (٩)

''اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور خوب مل کر کھڑے ہو۔''

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

...... ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَرَآنَا حَلَقًا فَقَالَ : ((مَالِيْ اَرَاكُمْ عِزِيْنَ)) قَالَ : ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ :((اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟)) فَقُلْنَا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ :((يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ

الْاُوَلَ وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ)) (١٠)

''......رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس پھر تشریف لائے اور انہوں نے ہمیں دیکھا کہ ہم حلقوں میں (منقسم) ہیں تو فرمایا: ''کیا بات ہے کہ میں تمہیں الگ الگ دیکھ رہا ہوں؟'' آپ پھر ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا: ''کیا تم صف بندی اس طرح نہیں کرتے جیسے کہ فرشتے اپنے ربّ کے پاس کرتے ہیں؟'' تو ہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! فرشتے اپنے ربّ کے ہاں کیسے صف بندی کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''وہ اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ، فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ)) (١١)

''اپنی صفوں کو خوب ملاؤ اور صفوں میں قریب قریب ہو جاؤ، اپنی گردنوں کو برابر رکھو۔ اُس ذات کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے! میں دیکھتا ہوں کہ شیطان بکری کے بچے کی طرح صفوں کے خلا میں گھس جاتا ہے''۔ (١٢)

مذکورہ بالا دونوں احادیث میں الفاظ ''رُصُّوْا'' اور ''يَتَرَاصُّوْنَ'' بہت اہم ہیں۔ ان کا مادہ ''ر ص ص'' ہے اور رَصَّ يَرُصُّ کا مطلب ہے ملنا، جڑنا، ہموار ہونا، سیسہ پلانا، یا سیسہ پالش کرنا۔ گویا کسی چیز کا دوسری چیز سے اس طرح ملنا کہ مزید گنجائش نہ ہو، کوئی جگہ نہ بچے۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴﴾ (الصّف)

''بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَسِّطُوا الْاِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ)) (١٣)

''امام کو درمیان میں رکھو اور (صفوں کے درمیان) رخنوں کو پُر کرو''۔

ان احادیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ممکن حد تک صف کو اس طرح ملایا جائے کہ اس میں ذرا بھی خلا نہ رہے' کیونکہ جو خلا رہ جاتا ہے اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس میں داخل ہو جاتا ہے' دلوں میں اختلاف ڈالتا ہے اور لوگوں کو باہم دُور کرتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ صفوں کو حتی الوسع جوڑا جائے' اور یہ تبھی ممکن ہے جب اپنے ساتھ والے شخص کے ساتھ خوب مل کر کھڑا ہوا جائے۔ اس طرح کھڑا ہونے کے لیے ضروری ہے کہ:

(۱) کندھے کے ساتھ کندھا ملا ہوا ہو۔

(۲) پاؤں سے پاؤں ملا ہوا ہو۔

جیسے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنِّیْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ)) وَكَانَ اَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهٗ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهٖ وَقَدَمَهٗ بِقَدَمِهٖ (١٤)

''تم اپنی صفوں کو درست کیا کرو' بے شک میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں''۔ (حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ) تب ہم میں سے ہر ایک اپنا کندھا اپنے ساتھ والے کے کندھے کے ساتھ ملاتا اور اپنے پاؤں کو ساتھ والے شخص کے پاؤں کے ساتھ جوڑتا''

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملانا مشروع ہے اور آپؐ کے دَور میں صحابہ یوں ہی صفیں درست کیا کرتے تھے۔ امام ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

وافاد هذا التصريح ان الفعل المذكور كان فى زمن النبى ﷺ وبهذا يتم الاحتجاج به على بيان المراد باقامة الصف وتسويته (١٥)

''(حضرت انسؓ کی) یہ تصریح اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ مذکورہ فعل (یعنی اپنے ساتھی کے کندھے سے کندھا ملانا اور اس کے پاؤں سے اپنا پاؤں ملانا) نبی معظم ﷺ کے دَور میں ہوا کرتا تھا اور اسی سے اقامت صف اور صف کی برابری پر دلیل قائم ہوتی ہے''۔

اس کے بعد امام ابن حجرؒ حضرت معمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ نقل کرتے ہیں کہ:

ولو فعلتُ ذٰلك باحدهم اليوم لنفر كانه بغل شموس

''اور اگر آج ان میں سے کسی سے میں ایسا کروں (یعنی پاؤں سے پاؤں اور کندھے سے کندھا ملاؤں) تو وہ ایسے بھاگتا ہے جیسے وہ بدکا ہوا خچر ہو''۔

اس لیے آج ہمیں اس سنت سے یوں مُنہ موڑنے کی بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس عمل کو حرزِ

جاں بنانا چاہیے جس کا نبی مکرم ﷺ انہیں حکم دیتے تھے۔

(۳) ٹخنے سے ٹخنہ ملا ہوا ہو اور گھٹنے سے گھٹنا

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ صفوں کی درستگی کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فَرَاَیْتُ الرَّجُلَ یَلْزَقُ مَنْکِبَهٗ بِمَنْکِبِ صَاحِبِهٖ وَرُکْبَتَهٗ بِرُکْبَةِ صَاحِبِهٖ وَکَعْبَهٗ بِکَعْبِهٖ (۱۶)

''پس میں کسی شخص کو (صف میں) دیکھتا تو وہ اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اپنا گھٹنا اس کے گھٹنے سے اور ٹخنہ اس کے ٹخنے سے ملائے ہوئے ہوتا''۔

امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے:

وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِیْرٍ : رَاَیْتُ الرَّجُلَ مِنَّا یُلْزِقُ کَعْبَهٗ بِکَعْبِ صَاحِبِهٖ (۱۷)

''حضرت نعمان بن بشیرؓ نے فرمایا کہ میں اپنے میں سے کسی شخص کو دیکھتا تو اس نے اپنا ٹخنہ اپنے ساتھی کے ٹخنے سے ملایا ہوتا''

صف بندی کے اس مسئلہ میں اصل حکم نبی اکرم ﷺ کا وہی فرمان ہے کہ ''سُدُّوا الْخَلَلَ'' یعنی صف کے درمیان کوئی خلا نہ رہے۔ آپؐ کے اسی فرمان کے پیش نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نماز میں صف بندی کرتے تو کسی کا گھٹنا ساتھ والے شخص کے گھٹنے کے ساتھ مل جاتا تو کسی کا ٹخنہ ساتھی کے ٹخنے سے۔ صحابہ چونکہ متبع السنّت تھے اور آپؐ کے احکام کی بجا آوری بالتکلف کیا کرتے تھے اس لیے وہ اس قدر اہتمام فرماتے تھے۔ آج ہمیں بھی چاہیے کہ نبی مکرم ﷺ کی سنت کی پیروی کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کا سا انداز اپنائیں۔

باجماعت صف بندی کے بارے میں چند دیگر مسائل

(۱) امام درمیان میں ہونا چاہیے

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((وَسِّطُوا الْاِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ)) (۱۸)

''امام کو (صف کے) درمیان میں رکھو اور (اپنی صفوں میں) کوئی خلا نہ چھوڑو''۔

گویا امام کے پیچھے اس طرح صف بنانی چاہیے کہ امام درمیان میں ہو اور لوگ اس کے پیچھے

کھڑے ہونے شروع ہوں اور دائیں اور بائیں جانب برابر پھیلتے چلے جائیں۔

(۲) صف کے پیچھے اکیلا شخص کھڑا نہ ہو

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا صَلَاةَ لِمُنفَرِدٍ خَلفَ الصَّفِّ)) (۱۹)

''صف کے پیچھے اکیلے شخص کی نماز نہیں''۔

حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے جس میں ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاَى رَجُلًا يُصَلِّيْ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّعِيْدَ ـــ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ـــ الصَّلَاةَ)) (۲۰)

''آنجناب ﷺ نے ایک شخص کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے دیکھا تو اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا''۔

یہ اور اس جیسی دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صف کے پیچھے اکیلے شخص کی نماز نہیں ہوتی اور یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔ اب مشکل یہ ہے کہ اگر اگلی صف میں بالکل جگہ نہ ہو تو آنے والا شخص کیا کرے۔ اس بارے میں تین ممکنہ صورتیں ہیں:

(۱) اگلی صف سے کسی کو پیچھے کھینچ لے۔

(۲) اکیلا ہی نماز پڑھ لے۔

(۳) نماز شروع نہ کرے' بلکہ کسی اور کے آنے کا انتظار کرے۔

مذکورہ بالا تین ممکنہ صورتوں میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ اگلی صف سے کسی کو پیچھے کھینچ لیا جائے۔ اس بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ اگلی صف سے کسی کو پیچھے کھینچنا جائز ہے اور دوسرا یہ کہ یہ عمل جائز نہیں۔ اگلی صف سے پیچھے کھینچنے کو جائز کہنے والوں کے دلائل ان احادیث پر مشتمل ہیں جو الاوسط' مسند ابویعلیٰ' البیہقی' ابن حبان' ابن نعیم اور مراسیل ابی داوٗد میں نقل کی گئی ہیں۔ یہ تمام روایات کئی علتوں کی بنا پر ضعیف ہیں۔ البتہ شمس الحق عظیم آبادی نے مراسیل ابی داوٗد کے حوالے سے جو روایت پیش کی ہے وہ سنداً تو صحیح ہے لیکن مرسل ہونے کی بنا پر حجت نہیں سمجھی جاتی۔ یعنی یہ روایت کہ:

((اِنْ جَاءَ فَلَمْ يَجِدْ خَلَلًا اَوْ اَحَدًا فَلْيَخْتَلِجْ اِلَيْهِ رَجُلًا مِنَ الصَّفِّ فَلْيَقُمْ مَعَهٗ' فَمَا اَعْظَمَ اَجْرُ الْمُخْتَلِجِ)) (۲۱)

''اگر کوئی شخص آئے اور وہ صف میں جگہ نہ پائے اور نہ ہی کوئی اور شخص ہو تو اسے صف میں سے کسی کو کھینچ لینا چاہیے اور اس (کھینچے جانے والے) شخص کو اس کے ساتھ کھڑا ہو جانا چاہیے۔ اس کھینچے جانے والے شخص کے لیے کیا ہی عظیم اجر ہے!''

اگلی صف سے پیچھے نہ کھینچنے کی رائے رکھنے والوں میں امام شافعی' ابن مبارک' ثوری' امام مالک' اوزاعی' حسن بصری اور اہل الرائے رحمہم اللہ ہیں۔ ان کی دلیل یہی ہے کہ مذکورہ بالا تمام روایات ضعیف ہیں' اور چونکہ آگے سے کسی شخص کو کھینچنے سے ساری صف میں خلل واقع ہو گا جسے دُور کرنے کا حکم دیا گیا ہے' اس لیے درست بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ آگے سے کسی شخص کو پیچھے نہ کھینچا جائے۔

مذکورہ بالا تین ممکنہ صورتوں میں سے دوسری صورت یہ ہے کہ اکیلا ہی نماز پڑھ لے۔ مجبوری کی صورت میں عذر کی بنا پر ایسا کرنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اسی مسلک کو امام ابن تیمیہؒ نے اختیار کیا ہے۔ اور تیسری صورت یہ ہے کہ نماز ہی نہ پڑھے۔ یہ صورت باطل ہے۔ اس کو کسی نے بھی اختیار نہیں کیا۔

گویا آنجناب ﷺ کا یہ فرمان کہ ((لَا صَلَاةَ لِمُنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ)) عام حالات میں بغیر عذر پر محمول کیا جائے گا۔ [حوالہ گزر چکا ہے]

(۳) مَردوں کے لیے پہلی صف میں کھڑے ہونا باعث اعزاز ہے اور پیچھے رہنا باعث مذمت

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَاسْتَهَمُوْا))(۲۲)

''اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ پہلی صف میں (کھڑے ہونے کی فضیلت) کیا ہے تو لوگ یقیناً اس میں کھڑے ہونے کے لیے قرعہ اندازی کریں''۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصُّفُوْفِ الْأُوَلِ)) (۲۳)

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صفوں (والوں) کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں''۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

((خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا ' وَخَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا)) (۲۴)

''مردوں کی بہترین صفیں پہلی اور بدترین آخری ہیں' جبکہ عورتوں کی بہترین صفیں آخری اور بدترین پہلی ہیں''۔

امام الہدیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے مزید فرمایا کہ:

((لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَأَخَّرُوْنَ عَنِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ فِی النَّارِ))(۲۵)

''لوگ پہلی صف سے مسلسل پیچھے رہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کو جہنم میں پیچھے ڈال دے گا''۔

مذکورہ بالا احادیث نبویہؐ کی رُو سے صفِ اوّل سے کیا مراد ہے' اس کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں۔ اہل علم کے ایک گروہ کا موقف ہے کہ اس سے مراد نمازیوں کا سب سے پہلے نماز کے لیے حاضر ہونا ہے اور وہی فضیلت کے مستحق ہیں چاہے انہیں پچھلی صفوں میں ہی جگہ ملے۔ اور باجماعت نماز کے لیے بعد میں آنے والوں کو پچھلی صفوں والے کہا گیا ہے اور ان کی مذمت کی گئی ہے۔ جبکہ بعض دیگر مثلاً امام نوویؒ' ابن حجرؒ اور ان کے علاوہ بے شمار علماء کا موقف یہ ہے کہ صف اوّل سے مراد تعین کے ساتھ امام کے ساتھ والی پہلی صف ہی ہے اور وہی لوگ مذکورہ فضیلت کے مستحق ہیں اور عمداً پیچھے رہنے والوں کی مذمت کی گئی ہے۔ لہٰذا تمام دلائل کے پیش نظر دوسرا موقف ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔(۲۶)

خلاصہ

نماز میں صف بندی' صفوں کو درست کرنا اور برابر کرنا بے حد اہمیت کا حامل ہے جس میں کوتاہی نماز کی صحت میں باعث عیب ہے۔ اس کا بہترین انداز وہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ نے سکھایا اور انہوں نے اپنایا۔ اور وہ یہ ہے کہ صف بالکل سیدھی ہو' کوئی بھی شخص آگے یا پیچھے نہ ہو۔ قالین کی لائن یا عام صف کے کنارے پر پاؤں رکھنے سے صف سیدھی ہو جاتی ہے۔ اور صف میں خلا نہ ہو۔ اس کے لیے حتی المقدور کوشش ہونی چاہیے کہ اپنے ساتھ والے شخص کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہوا جائے۔ کم از کم اس کے کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملانے سے خلا نہیں رہتا۔ صحابہ کرامؓ جب ایسا کرتے تو کسی کے گھٹنے آپس میں مل جاتے' کسی کے ٹخنے اور کسی کی پنڈلی۔ اگرچہ یہ تمام امور بجا لانے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن اگر صرف کندھے اور پاؤں بھی مل جائیں تو کافی ہے۔